QUALITATIVE RESEARCH JOURNAL FOR SOCIAL STUDIES
ISSN Online: 3006-4686, ISSN Print: 3006-4678
Volume No: 02 Issue No: 04 (2025)

پاکستان میں اسلامی بینکاری معیارات وضوابط میں اصلاحی تجاویز کا تجزیاتی مطالعہ

An Analytical Study of Reform Proposals in Islamic Banking Standards and Regulations in Pakistan

* ***Dr. Ihsan ul Rahman Ghauri***
Associate Professor, Institute of Islamic Studies, University of the Punjab, Lahore, Pakistan.
Email: ihsan.is@pu.edu.pk

Abstract

This study offers a comprehensive analytical review of the existing Islamic banking standards and regulatory frameworks in Pakistan, focusing on the need for reforms that ensure both Sharīʿah authenticity and operational efficiency. The research investigates how Pakistan's Islamic banking sector—regulated primarily by the State Bank of Pakistan (SBP) and guided by the Sharīʿah Advisory Boards—has evolved in defining and implementing standards for Sharīʿah compliance, corporate governance, product structuring, and financial reporting. Employing a qualitative and analytical methodology, the paper examines the effectiveness of these regulatory mechanisms vis-à-vis AAOIFI (Accounting and Auditing Organization for Islamic Financial Institutions) and IFSB (Islamic Financial Services Board) benchmarks. It identifies key gaps in Pakistan's regulatory architecture, such as limited uniformity in Sharīʿah rulings, inadequate monitoring mechanisms, lack of transparency in profit distribution, and insufficient training of banking professionals in Islamic jurisprudence (fiqh al-muʿāmalāt). The research also explores reform proposals aimed at strengthening the system—such as the institutionalization of a centralized Sharīʿah authority, the enhancement of Sharīʿah audit functions, the integration of maqāṣid al-sharīʿah (objectives of Islamic law) into financial decision-making, and the development of ethical performance indicators alongside financial ones. The findings suggest that while Pakistan's Islamic banking industry has made significant progress in aligning with global Sharīʿah standards, its sustainability depends on continuous regulatory evolution that balances legal precision, ethical substance, and market adaptability. The study concludes that meaningful reform lies not only in structural modification but also in cultivating a value-based regulatory culture grounded in justice (ʿadl), trust (amānah), and social responsibility.

Keywords:*Islamic banking, Pakistan, Sharīʿah compliance, regulatory framework, AAOIFI, IFSB, State Bank of Pakistan, Sharīʿah audit, maqāṣid al-sharīʿah, financial ethics, Islamic finance reforms.*

تعارف

پاکستان میں اسلامی بینکاری کا نظام ایک فکری، شرعی اور معاشی تجربے کے طور پر اپنی پانچ دہائیوں پر محیط تاریخ رکھتا ہے، جس نے ملک کے مالیاتی منظرنامے میں نہ صرف ایک متبادل بینکاری تصور متعارف کروایا بلکہ سرمایہ کاری، تمویل اور مالی استحکام کے میدان میں اسلامی اصولوں کی عملی تطبیق کی راہیں بھی ہموار کیں۔ اسلامی بینکاری کے فروغ کے باوجود، اس کے معیارات (Standards) اور ضوابط (Regulations) میں چند ایسے خلا موجود ہیں جو اس نظام کو اپنی نظریاتی روح سے دور لے جاتے ہیں۔ یہی امر موجودہ تحقیق کا محور ہے: کہ پاکستان میں رائج اسلامی بینکاری کے معیارات و ضوابط میں کون سے اصلاحی پہلو درکار ہیں تاکہ یہ نظام نہ صرف شرعی مطابقت کے اعتبار سے ہی نہیں بلکہ اخلاقی و سماجی افادیت کے لحاظ سے بھی کامل و

QUALITATIVE RESEARCH JOURNAL FOR SOCIAL STUDIES
ISSN Online: 3006-4686, ISSN Print: 3006-4678
Volume No: 02 Issue No: 04 (2025)

مستحکم ہو۔ اسلامی بینکاری کا بنیادی مقصد ایک ایسا مالیاتی ڈھانچہ تشکیل دینا ہے جو ربا (سود)، غرر (غیر یقینی لین دین)، اور ظلم (استحصال) سے پاک ہو، اور جس کی بنیاد عدل، شفافیت، امانت اور مقاصدِ شریعت پر استوار ہو۔ پاکستان میں اسلامی بینکاری کی بنیاد 1970ء کی دہائی میں اس وقت رکھی گئی جب حکومتِ پاکستان نے سودی نظام کے خاتمے کا عندیہ دیا، اور 1980ء کے عشرے میں مختلف مالیاتی اداروں نے اسلامی بنیادوں پر تجربات کا آغاز کیا۔

جدید اسلامی بینکاری کا منظم آغاز 2002ء میں ہوا، جب اسٹیٹ بینک آف پاکستان نے باقاعدہ Islamic Banking Department قائم کیا اور اسلامی بینکوں کے قیام کے لیے ایک Regulatory Framework مرتب کیا۔ اس دوران کئی اہم ضابطہ جاتی اور معیاری ادارے وجود میں آئے، مثلاً (AAOIFI) Accounting and Auditing Organization for Islamic Financial Institutions اور Islamic Financial Services Board (IFSB) جنہوں نے اسلامی بینکنگ کے لیے بین الاقوامی معیار (standards) وضع کیے۔ پاکستان میں ان اداروں کے رہنما خطوط سے استفادہ تو کیا گیا، مگر ان کا مکمل نفاذ اور داخلی سطح پر ان کا تطبیقی یکساں پن اب بھی ایک چیلنج کی حیثیت رکھتا ہے۔ چنانچہ اس تحقیق کا مقصد ان معیارات و ضوابط کا تنقیدی مطالعہ کرتے ہوئے یہ واضح کرنا ہے کہ پاکستان کے مخصوص قانونی، معاشی اور شرعی تناظر میں کن اصلاحات کی ضرورت ہے تاکہ اسلامی بینکاری ایک حقیقی اسلامی مالیاتی نظام کی شکل اختیار کر سکے۔

اس ضمن میں ایک اہم پہلو Shariah Governance Framework ہے، جو اسلامی بینکوں کے اندر شرعی مطابقت کی ضمانت کے لیے وضع کیا گیا۔ تاہم، متعدد محققین کے مطابق اس فریم ورک میں شرعی بورڈز کی خود مختاری، آڈٹ کے معیار، اور تمویلی ڈھانچوں کی شفافیت کے حوالے سے کئی کمزوریاں پائی جاتی ہیں۔ مثلاً بعض معاملات میں بینک انتظامیہ شرعی بورڈ کے فیصلوں پر عمل درآمد میں تاخیر کرتی ہے یا انہیں محض رسمی سطح پر برتتی ہے، جس سے نظام کی اخلاقی و نظریاتی نسبت متاثر ہوتی ہے۔ اسی طرح منافع کے تعین اور کھاتہ داروں کے ساتھ منافع کی تقسیم میں سودی نظام کی مماثلت بعض ناقدین کی نظر میں اسلامی بینکاری کے اصل تصور کو مجروح کرتی ہے[1]

دوسری جانب، بین الاقوامی سطح پر AAOIFI اور IFSB نے اسلامی بینکاری کے لیے جن معیارات کا تعین کیا ہے، وہ اگرچہ ایک مضبوط علمی و فقہی بنیاد رکھتے ہیں، مگر پاکستانی مالیاتی اداروں میں ان کے نفاذ میں عدم یکسانیت ایک بنیادی مسئلہ ہے۔ مثال کے طور پر مرابحہ (Murābaḥah) اور اجارہ (Ijārah) کے معاہدات کے عملی اطلاقات میں بعض بینکوں کے مابین واضح فرق پایا جاتا ہے۔ کہیں شرعی شرائط کا باریک اطلاق کیا جاتا ہے، تو کہیں محض تجارتی تسہیل کے لیے ان اصولوں کو رسمی سطح پر برتا جاتا ہے۔ اس سے یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ کیا موجودہ اسلامی بینکاری صرف ایک "ethical rebranding" ہے یا یہ واقعی ایک فقہی و اخلاقی انقلاب کی نمائندگی کرتی ہے؟ مزید برآں، معیارات کی اصلاح کے تناظر میں شرعی آڈٹ (Shariah Audit) اور Compliance Mechanism کو مضبوط بنانا ناگزیر ہے۔ متعدد محققین نے اس امر کی نشاندہی کی ہے کہ پاکستان میں شرعی آڈٹ کا دائرۂ کار محدود ہے اور بعض اوقات بینک کے داخلی مفادات کی بنا پر اس میں شفافیت کا فقدان پایا جاتا ہے[2] ۔

[1] Saleh, *Islamic Finance and Its Ethical Dimensions*, (Karachi: Oxford University Press, 2019), 112–114-

[2] Usmani, Muhammad Taqi, *An Introduction to Islamic Finance*, (Karachi: Maktaba Ma'ariful Quran, 2016), 87–89

QUALITATIVE RESEARCH JOURNAL FOR SOCIAL STUDIES
ISSN Online: 3006-4686, ISSN Print: 3006-4678
Volume No: 02 Issue No: 04 (2025)

اصلاحی تجویز کے طور پر یہ ضروری ہے کہ شرعی آڈٹ کو انتظامی ڈھانچے سے مکمل طور پر خود مختار کیا جائے، تاکہ بینکوں کی روزمرہ پالیسیوں میں شریعت کی بالادستی حقیقی طور پر قائم ہو۔ ایک اور قابلِ توجہ پہلو معاشی مقاصدِ شریعت (Maqāṣid al-Sharīʻah al-Iqtiṣādiyyah) کا اسلامی بینکاری ضوابط میں غیر واضح ہونا ہے۔ اگرچہ بیشتر معیارات میں قانونی مطابقت اور مالی احتیاط پر زور دیا گیا ہے، تاہم سماجی انصاف، فقر کے خاتمے، اور منصفانہ تقسیمِ دولت جیسے مقاصد عموماً نظر انداز رہتے ہیں۔ یہ تحقیق اسی فقدان کو اجاگر کرتی ہے کہ اسلامی بینکاری کی شرعی روح تبھی مؤثر طور پر برقرار رہ سکتی ہے جب اس کے معیارات میں فقہی تقاضوں کے ساتھ اخلاقی و معاشرتی اہداف بھی مربوط کیے جائیں۔ عالمی مالیاتی نظام کے تقاضے بھی اسلامی بینکاری کے لیے ایک بڑا چیلنج ہیں۔ Basel Frameworks، Risk Management Protocols، اور Capital Adequacy Requirements جیسے ضوابط بین الاقوامی مالیاتی نظم و ضبط کا حصہ ہیں، مگر ان کا اسلامی ماڈل میں اطلاق بعض اوقات اسلامی اصولوں سے متعارض نظر آتا ہے۔ لہٰذا اصلاحی نقطۂ نظر سے یہ ضروری ہے کہ پاکستان میں ایسے ہائبرڈ ریگولیٹری ماڈل کی تشکیل ہو جو ایک جانب بین الاقوامی مالیاتی استحکام کو یقینی بنائے اور دوسری جانب اسلامی اصولِ عدل و توازن کو بھی محفوظ رکھے۔

یہ تحقیق ان تمام پہلوؤں کا تجزیاتی و تنقیدی مطالعہ کرتی ہے، جس میں اسلامی بینکاری کے معیارات و ضوابط کی موجودہ ساخت، ان کی تطبیقی خامیاں، اور ان کے اصلاحی امکانات کو مختلف زاویوں سے پرکھا گیا ہے۔ تحقیق کا دائرہ صرف فقہی پہلوؤں تک محدود نہیں بلکہ اس میں اداراتی، معاشی اور اخلاقی جہات کو بھی شامل کیا گیا ہے تاکہ اسلامی بینکاری کے لیے ایک جامع اصلاحی تصور (Comprehensive Reform Vision) پیش کیا جا سکے۔

یہ کہا جا سکتا ہے کہ پاکستان میں اسلامی بینکاری اگرچہ ریاستی حمایت، شرعی نگرانی، اور عوامی قبولیت کے اعتبار سے نمایاں ترقی کر چکی ہے، تاہم اس کے معیارات و ضوابط کو عصرِ حاضر کے تقاضوں اور شریعت کے اصولی تصورات کے ہم آہنگ بنانے کے لیے مزید گہرے فکری و عملی اجتہاد کی ضرورت ہے۔ اس تحقیق کا مقصد یہی ہے کہ معیارات کی اصلاح کے ذریعے اسلامی بینکاری کو ایک ایسا نظام بنایا جائے جو نہ صرف فقہی انضباط بلکہ معاشی انصاف اور سماجی توازن کا بھی مظہر ہو تاکہ پاکستان کا مالیاتی نظام واقعی اسلامی تمویل کے مقاصد کا عملی مظہر بن سکے، نہ کہ محض سودی نظام کا ایک فکری متبادل۔ آئندہ مباحث میں پاکستان میں اسلامی بینکاری کے معیارات، ضوابط، اور ان میں ممکنہ اصلاحات کا تفصیلی و تطبیقی مطالعہ پیش کیا جائے گا۔

سود سے پاک نظام قائم کرنے کی ضرورت

مسلم ممالک میں لوگوں کا بینکوں میں رقومات جمع نہ کروانے کا ایک بڑا سبب ان بینکوں کا حرام سود کے ساتھ لین دین بھی ہے۔ اس لیے ہم دیکھتے ہیں کہ بینکوں کے سودی لین دین میں ملوث ہونے کے سبب بہت سے لوگ اپنی رقومات ان میں جمع کروانے کی بجائے اپنے پاس نقدی کی شکل میں رکھنے کو ترجیح دیتے ہیں جو معاشی طور پر غیر فائدہ مند ہے۔ وجہ یہ ہے کہ تقریباً تمام مسلم ممالک میں علما ان سودی اداروں کے ساتھ معاملہ کرنے سے روکتے ہیں۔ اس لیے اگر ان بینکوں کو سود سے پاک کر دیا جائے تو مسلم معاشروں میں اس کے مثبت اثرات ظاہر ہوں گے اور اسلامی بینکاری نظام اس معطل پڑے ہوئے سرمائے کو بھی حاصل کر سکے گا جو ابھی لوگوں کو سود سے دور رہنے کی وجہ سے بینکوں میں جمع نہیں کروایا جاتا۔[3]

---

1. al-Qarī, Muḥammad ʻAlī, *Bank kā Sūd*, 31.

QUALITATIVE RESEARCH JOURNAL FOR SOCIAL STUDIES
ISSN Online: 3006-4686, ISSN Print: 3006-4678
Volume No: 02 Issue No: 04 (2025)

مثالی اسلامی طریقے اپنانے کی ضرورت

اسلامی بینکاری کی روح یہ ہے کہ حقیقی کاروبار کا فروغ ہونا چاہیے۔ ایسا صرف اسی صورت میں ممکن ہے جب اسلامی بینک فنڈز کے حصول اور استعمال کے لیے مثالی اسلامی طریقوں شرکت و مضاربت کو اپنائیں۔ لیکن بد قسمتی سے اسلامی بینکوں کو ان مثالی طریقوں کے استعمال میں خاطر خواہ کامیابی نہیں ہوئی یہی وجہ ہے کہ انہیں مرابحہ، اجارہ اور دیگر عارضی طریقوں کا سہارا لینا پڑا۔

اسلامی بینکوں کی کاروائیوں پر نظر رکھنے والے اداروں نے ان غیر مثالی طریقوں کو صرف اس لیے قبول کر لیا کہ نظام چلتا رہے لیکن بجائے اس کے کہ مثالی طریقوں کی طرف پیش رفت کی کوئی صورت نظر آتی۔ ان بینکوں نے روایتی بینکاری کے خاکہ (Framework) کو اسلامی رنگوں سے بھرنا شروع کر دیا اور اسلام کی بجائے حیلوں رخصتوں پر مشتمل غیر سودی بینکاری کو اپنا مطمع نظر بنالیا۔ نتیجتاً مرابحہ اور تورق سے تجاوز کرتے ہوئے تورق مقلوب کا طریقہ اختیار کر لیا اور یہی ان اسلامی بینکوں کی پچھلی تین دہائیوں کی ترقی رپورٹ (Progress Report) ہے۔[4]

مشارکہ کا حجم بڑھانے کی ضرورت

اسلامی بینکاری کے فلسفے کو اس وقت تک عملی حقیقت نہیں بنایا جاسکتا جب تک کہ اسلامی بینک مشارکہ کے استعمال کو وسعت نہ دیں۔ اگرچہ مشارکہ کے استعمال میں کچھ عملی مشکلات ہیں خصوصاً جب اسلامی بینک متعلقہ حکومتوں کے تعاون کے بغیر کام کر رہے ہوں لیکن پھر بھی اسلامی بینکوں کو تدریجی مراحل میں مشارکہ کی طرف بڑھنا اور تمویل مشارکہ کا حجم بڑھانا چاہیے۔

اجارہ اور مرابحہ عارضی طریقہ تمویل

اجارہ اور مرابحہ اصلاً شریعت میں طریقہ ہائے تمویل نہیں ہیں بلکہ علمائے شریعت نے انہیں تمویل کے لیے استعمال کرنے کی اجازت صرف ان صورتوں میں دی ہے جہاں مشارکہ قابل عمل نہ ہو اور یہ اجازت بھی خاص شرائط کے ساتھ دی ہے۔ اس لیے اس اجازت کو دائمی ضابطے کے طور پر نہیں لینا چاہیے کہ بینک کے معاملات مرابحہ و اجارہ کے گرد گھومتے رہیں۔[5]

مرکزی وحدت قائم کرنے کی ضرورت

آسانی سے نقدی میں تبدیل ہونے والے سرمایہ (liquidity) کے سلسلے میں عام بینکوں کے کرنٹ اکاؤنٹ کی شکل میں کافی بڑی رقم رہتی ہے۔ سودی کاروبار کرنے والے بینکوں کا کاروبار اوّل تو اس سے بہت بڑھ جاتا ہے جس سے انہیں اس رقم کو آگے سودی کاروبار میں لگانے کا اختیار مل جاتا ہے دوسرے معاملے میں سرمایہ خوامخواہ رک جاتا ہے اور استعمال میں آئے بغیر پڑا رہتا ہے۔

اگر ایسے اداروں کا سنڈیکیٹ یا کاروباری وحدت قائم کر دی جائے تو ان محدود لین دین کے ذرائع سے جو صرف ان اداروں کے درمیان ہی ہوتے ہیں روپیہ کا ایک جگہ سے دوسری جگہ بہ آسانی تبادلہ ہو سکتا ہے۔ سنڈیکیٹ کے کاموں کی نگرانی کے لیے ایک سہ طرفی کمیٹی قائم کی جائے جس میں روپیہ

[4] - Tawarruq aur Islāmī Bankon kā Marwajah Ṭarīqah Kār*, 111
[5] - Uthmānī, Muḥammad Taqī, *Islāmī Bankārī kī Buniyādain*, 248–249

QUALITATIVE RESEARCH JOURNAL FOR SOCIAL STUDIES
ISSN Online: 3006-4686, ISSN Print: 3006-4678
Volume No: 02 Issue No: 04 (2025)

جمع کرنے والوں، منتظموں اور قرض لینے والوں کے مفادات کی نمائندگی ہو اور جس کی رہنمائی علما شریعت اور ماہرین مالیات کریں۔[6]

مضاربہ کی بہتری کے لیے تجاویز

مضاربہ میں سرمایہ کار روزمرہ کے انتظام میں مداخلت نہیں کرتا لیکن آغاز یا اختتام کے وقت سرمایہ کاری کی نوعیت حجم اور اختیارات کے بارے میں کچھ شرائط رکھی جاسکتی ہیں، دوسرے یہ کہ راز داری کے نقطہ نظر سے سرمایہ کار کو یہ اختیار حاصل ہونا چاہیے کہ وہ حسابات کی تنقیح کرے اور کاروبار سے متعلق اہم فیصلوں کی معلومات حاصل کرے۔

مضاربہ میں نقصان پر اسلامی اقدامات

مضاربہ کی صورت میں نقصان ہونے پر یہ کہا گیا ہے کہ سرمایہ کار نقصان میں شریک ہونے سے انکار کر سکتا ہے اس بنیاد پر کہ اس کے سرمایہ کو دوسرے کاموں میں استعمال کیا گیا اور صنعت کار کی طرف سے بد انتظامی اور لا پرواہی ہوئی، لیکن اسے اسلامی بنانے کے لیے اقدامات کے کئی راستے کھلے ہوئے ہیں۔

۱۔ آخری فیصلہ علاقہ کے قاضی صاحب کے سپرد کی جائے۔

۲۔ شرکت نامہ کی تحریر کے وقت یہ ادارہ اندرونی تنقیح کی مد بھی شامل کرے یہ آڈٹ وہ اپنے منظور افراد آڈیٹروں کے ذریعے کرا سکتا ہے۔[7]

منی ٹرانسفر کی سہولت

غیر سودی اداروں کو مقبول بنانے کے لیے کچھ علاقوں میں روپیہ کا ایک جگہ سے دوسری جگہ تبادلہ کرنے کی سہولت، عارضی سیف ڈیپازٹ جو آج کل منی ٹرانسفر، روزمرہ یا ایک روزہ ڈیپازٹ کہلاتا ہے کہ سہولت کے لیے بینکنگ سروس کا آغاز کیا جائے۔ اس کے ساتھ ساتھ اصل "کاسٹ چارجز" پر "چارج سروس" کی آسانیاں بھی وسیع تر کی جائیں۔

غیر سودی ادارے (مطالبے کی بجائے سپلائی کی بنیاد)

غیر سودی اداروں کو حرفِ آخر نہ سمجھا جائے اس میں شک نہیں کہ یہ ادارے معاشیات اور تجارت کو ربا کی مضرت سے پاک رکھتے ہیں لیکن اس کا اصل مقصد خصوصیت سے امت مسلمہ اور عام طور پر بنی نوع انسان کی بہبود ہے۔ لہٰذا ان اداروں کو مطالبہ کی بنیاد کی بجائے سپلائی کی بنیاد پر ہونا چاہیے اور یہی جذبہ انہیں اپنے اندر پیدا کرنا چاہیے۔ کاروباری اور تجارتی کامیابیوں کے امکانی اندازے مختلف طریقوں اور پروگراموں سے لگائے جاسکتے ہیں اور ان سے لوگوں کو یہ احساس دلایا جاسکتا ہے کہ انہیں اسلامی سرمایہ کاری سے چلایا جاسکتا ہے۔

یہ ایک ایسی اہم بات ہے کہ جس پر غیر سودی کاروباری اداروں کو خصوصیت سے توجہ دینی چاہیے۔

حصص کی قیمت کا تناسب (یا تعین)

حصص کی قیمت کا تناسب مساویانہ اور حقیقت پسندانہ طریقہ سے اسلامی شریعت کے اصولوں پر کیا جائے تا کہ اوپری اخراجات جیسے خط و کتابت اور

---

[6] - Qāsimī, Mujāhid al-Islām, *Jadīd Fiqhī Mabāḥith*, 537
[7] ibid 538

QUALITATIVE RESEARCH JOURNAL FOR SOCIAL STUDIES
ISSN Online: 3006-4686, ISSN Print: 3006-4678
Volume No: 02 Issue No: 04 (2025)

آمد و رفت وغیرہ کے نام پر روپیہ کا غلط استمال یا خرد برد نہ ہو۔[8]

مرابحہ کی بہتری کے لیے تجاویز

اسلامی بینکاری کے نام سے مرابحہ اسی وقت صحیح ہو سکتا ہے جب کہ وہ ایک طرف اسلام کے بیان کردہ سودی طریقوں سے پاک ہو اور دوسری طرف مرابحہ کے بنیادی اصولوں سے پوری طرح ہم آہنگ بھی ہو۔

کوئی اسلامی بینک اسلامی اصولوں کے تحت مرابحہ کرنا چاہتا ہو تو اس کے لیے ضروری ہے کہ وہ صارفین کا بل ادا کر کے مطلوبہ اشیاء خود خرید کر مرابحہ کے اصولوں کے مطابق اس میں اپنا کمیشن شامل کر کے صارفین کو دے۔ اس طرح کمیشن کے نام سے شاید زیادہ وصول کرنے کی بھی گنجائش نکل سکتی ہے۔ جس کی وجہ سے اُدھار دینے میں سال دو سال کے بعد مالیت Value کی کمی کا خطرہ ٹل سکتا ہے، مگر ایک مرتبہ کسی چیز کی قیمت مقرر کر دینے کے بعد کسی وجہ سے عدم ادائیگی کے باعث پھر دوبارہ قیمت بڑھانا یا راس المال میں اضافہ کرنا سود بن جائے گا۔

مرابحہ میں بہتر اور آسان راہ یہ ہے کہ مالیاتی ادارہ اپنے کسی آدمی کو خرید و فروخت دونوں کا وکیل بنا کر ضرورت مند کے ساتھ بازار بھیج دے۔ وہ وکیل سامان خرید کر اسے دے دے۔ اس صورت میں نہ سامان کو ادارہ میں لانے کی حاجت ہے اور نہ ہی ضرورت مند کو کسی جدید قبضے کی ضرورت۔ اس طرح مالیاتی ادارے کو یہ دونوں مقاصد حاصل ہو جائیں گے۔ ضرورت مند کو اس کا من پسند سامان مل جائے گا اور ادارہ خرید کر لانے اور پھر اس کی حفاظت کرنے کی ذمہ داری سے بچ جائے گا اور ساتھ ہی بیع بھی صحیح اور درست ہو گی۔[9]

مرابحہ صرف عروض میں نہ کہ نقدین میں:

مرابحہ کے سلسلے میں یہ اصول یاد رکھنا چاہیے کہ مرابحہ صرف استعمالی اشیا (عروض) میں ہو سکتا ہے نقدین یعنی سونے چاندی میں نہیں ہو سکتا۔ جیسا کہ در مختار میں اس کی تصریح موجود ہے۔

> المرابحة: مصدر رابح، و شرعاً بیع ما ملکه من العروض (ای) احترازًا عما ذکرنا من انه لو شری دنانیر بدارھم لا یجوز بیعھا مرابحة۔[10]

اسلامی بینکاری کے اہداف

اسلامی بینکاری ان اصولوں پر مبنی ہے جو روایتی بینکاری کے اصولوں سے مختلف ہیں اس لیے یہ بات منطقی ہے کہ نفع آوری میں ان دونوں کے نتائج مختلف ہوں اگر اسلامی بینکوں کا ہدف یہ ہو کہ نفع کے معاملے میں روایتی بینکوں کی برابری کرنی ہے تو خالص اسلامی اصولوں پر مبنی نظام قائم کرنا مشکل ہو جائے گا۔ جب تک اسلامی بینکوں میں سرمایہ لگانے والے، ان کی انتظامیہ اور ان کے گاہک اس حقیقت کو نہیں اپناتے اور مختلف نتائج کو قبول نہیں کرتے اس وقت تک اسلامی بینک مصنوعی طریقوں کو استعمال کرتے رہیں گے اور خالص اسلامی سسٹم وجود میں نہیں آئے گا۔

---

[8] Qāsimī, Mujāhid al-Islām, *Jadīd Fiqhī Mabāḥith*, vol. 2, 539.
[9] - Iydan, 435, 440–441.

[10] - al-Durr al-Mukhtār maʿ Radd al-Muḥtār*, 4:170–171

QUALITATIVE RESEARCH JOURNAL FOR SOCIAL STUDIES
ISSN Online: 3006-4686, ISSN Print: 3006-4678
Volume No: 02 Issue No: 04 (2025)

عوام کی معاشی ومعاشرتی سطح بلند کرنے پر توجہ

اسلامی بینکوں کو چاہیے کہ وہ نئی مالیاتی پالیسیاں اپنائیں اور سرمایہ کاری کے نئے ذرائع تلاش کریں جس سے ترقی کی حوصلہ افزائی ہو اور چھوٹی سطح کے تاجروں کو اپنی معاشی سطح بلند کرنے میں مدد ملے۔ انہیں چاہیے کہ وہ ہاؤس فنانسنگ، گاڑیوں کے تمویل اور آباد کاری کی تمویل کی نئی سکیمیں چھوٹے تاجروں کے لیے ایجاد کریں۔

اسلامی بینکوں میں اسلامی تشخص نمایاں

اسلام بینکاری کے معاہدات تک محدود نہیں ہے، یہ تو اصول وضوابط کا ایسا مجموعہ ہے جو پوری انسانی زندگی پر حاوی ہے اس لیے ضروری ہے کہ ادارے کی عمومی رویے اور اس کے عملے سے اسلامی تشخص کے آثار نمایاں ہوں جس کی وجہ سے وہ روایتی اداروں سے ممتاز نظر آئے اس کے لیے ادارے اور اس کی انتظامیہ کے عمومی رجحان میں تبدیلی ضروری ہے۔ اس میدان میں شرق اوسط کے بعض اسلامی اداروں نے پیش رفت کی ہے لیکن یہ پوری دنیا کے اسلامی بینکوں اور مالیاتی اداروں کا امتیازی وصف ہونا چاہیے۔[11]

اسلامی بینکوں میں سیکیوریٹی ڈیپازٹ کے احکامات

کلائنٹ کی طرف سے دی گئی یہ رقم بینک کے پاس ایک طرح کی ضمانت (Collateral) ہو گی جس سے بینک آئندہ ہونے والے ممکنہ نقصانات کی تلافی کر سکے گا۔ یہ رقم بینک کے پاس قرض کی حیثیت سے ہو گی اور بینک اسے اپنے استعمال میں لا سکے گا۔[12]

چنانچہ سیکیوریٹی ڈیپازٹ کے حوالے سے معابیر میں یہ اصول بیان کیا گیا ہے۔

"یجوز للمؤسسة ان تطلب من الواعد بالاستئجاز ان یدفع مبلغاً مورداً الی المؤسسة تحجزہ لدیھا لضمان جدیة العمیل فی تنقیذ وعدہ بالاستئجار وما یترتب علیه من التزامات یشرط ان لا یستقطع منه الا مقدار الضرر الفحلی بحیث یتم۔ عند تکول العمیل"۔[13]

بینک کے لیے یہ جائز ہے کہ وہ اجارہ کا وعدہ کرنے والے سے یہ مطالبہ کرے کہ وہ بینک کو ایک مقررہ رقم (ھامش جدیہ) ادا کرے جسے بینک اپنے پاس محفوظ کرے اور اس رقم کے لینے کا مقصد گاہک (Client) کی کرائے داری کے معاملے کی سنجیدگی کو جانچنا ہے کہ کیا وہ اپنے وعدے اور اس کو پورا کرنے کی ضرورت میں اس پر مرتب ہونے والی ذمہ داریوں کے بارے میں سنجیدہ ہے یا نہیں۔ اور اگر کلائنٹ اس چیز کو اجارہ پر لینے سے انکار کر دے تو اس (سیکیوریٹی ڈپازٹ میں سے) صرف اتنی رقم کی کٹوتی کرے گا جتنا اسے حقیقی نقصان ہوا ہے۔

---

[9]. ‘Uthmānī, Muḥammad Taqī, *Islāmī Bankārī kī Buniyādain*, 254

[12]Islāmī Bankon mein Rā’ij Ijārah*, 61

[13] - *al-Ma‘āyīr al-Shar‘iyyah*, Hay’at al-Muḥāsabah wa al-Murāja‘ah li al-Mu’assasāt al-Māliyyah al-Islāmiyyah (Baḥrayn, 1444/2003), 144–145, 150.

QUALITATIVE RESEARCH JOURNAL FOR SOCIAL STUDIES
ISSN Online: 3006-4686, ISSN Print: 3006-4678
Volume No: 02 Issue No: 04 (2025)

البیع التقسیط

بینکوں کو اجارہ منتہیہ بالتملیک کی بجائے البیع التقسیط یعنی قسطوں پر چیز دینے کا معاملہ کرنا چاہیے۔ اس صورت میں اسلامی بینک چیز کی ملکیت اگرچہ گاہک کو منتقل کرنے کا پابند ہو گا، لیکن یہ شرط عائد کی جاسکتی ہے کہ اس چیز کی دستاویزاتی ملکیت (Ownership Documents) بینک اپنے پاس بطور رہن کے رکھے جب تک کہ خریدار چیز کی مکمل قیمت ادا نہ کر دے۔ بیع التقسیط میں چیز کے تلف ہو جانے یا نقصان کی صورت میں بینک ضامن بھی نہیں ہو گا اور بیع التقسیط کے ذریعے اسلامی بینک اجارہ کی دیگر شرعی قباحتوں سے بھی محفوظ رہ سکتا ہے۔

اسلامی بینک بطور حقیقی شرعی مضارب

اسلامی بینکوں کو اپنا رسک قبول کرنا چاہیے اور مضاربہ کے لیے جمع ہونے والے سرمایہ کو تجارت کے لیے استعمال کیا جائے نہ کہ محض تمویل میں۔ مضاربہ میں بینک کو جس نسبت (Ratio) سے منافع ہو، اسی نسبت سے رب المال (Depositors) کو بھی منافع میں شریک کرے۔ اسلامی بینک حقیقی شرعی مضارب کا کردار اپناتے ہوئے رب المال کے شرعی اختیارات کو تسلیم کرتے ہوئے اپنے معاملات کو واضح کرے۔

تاخیر کنندگان کے لیے مضبوط میکانزم تیار

اقساط کی ادائیگی میں تاخیر کی صورت میں رقم لے کر صدقہ کرنا، سود عائد کرنے سے اگرچہ سو درجے بہتر ہے۔ لیکن اس سے بھی بہتر یہ ہے کہ تاخیر کنندہ کے عذر کو حقیقی بنیادوں پر تسلیم کرنے کا کوئی میکانزم تیار کیا جائے، جس سے مسائل کا شکار شخص جرمانے سے بچ سکے اور تنگ دست کو مہلت دینے کے شرعی اصول کو اپنایا جاسکے۔

تعلیمی اداروں کا تعاون

طویل مدتی اسلامی بینکاری کی افزائش کے لیے ضروری ہے کہ انسانی وسائل کی ترقی کے لیے ایک پروگرام تشکیل دیا جائے جس میں بڑے بڑے تحقیقی و تعلیمی اداروں کے تعاون سے تحقیق و ترقی (R&D) اور تعلیم و تربیت عام کرنے کا باقاعدہ فریم ورک تیار کر کے اس کا جلد سے جلد نفاذ کیا جائے۔ اس کے لیے اسلامی مالیاتی اداروں شریعہ اسکالرز، مرکزی بینکوں، ریگولیٹرز، یونیورسٹیوں اور بزنس سکولوں سے منسلک لوگوں اور طلبا کو مل کر کام کرنا ہو گا۔ یونیورسٹیوں کو بڑی تعداد میں تربیت یافتہ عملے کی بڑھتی ہوئی مانگ کا ادراک کرتے ہوئے متعلقہ تعلیمی پروگرام مرتب دینے چاہئیں۔[14]

مدارس دینیہ میں بینکنگ اور معیشت کے معاملات کی تدریس کا اہتمام کیا جانا چاہیے۔ عوام الناس کی آگاہی کے اسلامی نظام معیشت کے خصوصیات و فوائد سے متعلق ورکشاپس کروائی جائیں۔

اسلامی بینکوں کی مناسب تشہیر:

آج کا دور (Advertisment) مشہوری کا دور ہے۔ اس لیے اسلامی بینکوں کے طریقہ کار اور پروڈکٹس کی مناسب مشہوری ہونی چاہیے تاکہ ہر طرح کے عوام اس سے روشناس ہو سکیں اور اسے اختیار کرنے کے لیے مثبت طور پر آمادہ ہوں۔ اس مقصد کے لیے صحیح قسم کے ذرائع ابلاغ، اخبارات اور سوشل میڈیا کا استعمال کیا جانا چاہیے اور ان میں دلائل کے ساتھ غیر سودی طریقہ کار کی وضاحت کرنی چاہیے اور لوگوں میں شعور اجاگر کرنا چاہیے۔

[14] Muḥammad Ayyūb, *Islāmī Māliyāt*, 634.

QUALITATIVE RESEARCH JOURNAL FOR SOCIAL STUDIES
ISSN Online: 3006-4686, ISSN Print: 3006-4678
Volume No: 02 Issue No: 04 (2025)

ادارتی سطح پر اسلامی مالیاتی عمل کی کامیابی عوام کو اسے قبول کرنے پر آمادہ کرے گی اور رائے عامہ کو پورا بینکنگ سسٹم غیر سودی بنیادوں پر ڈھالنے کے لیے راہ ہموار کرے گی متعلقہ آئینی ضروریات بھی خود بخود سامنے آنے لگیں گی۔[15]

مختلف موڈز کو ملا کر نئی پراڈکٹس کا اجراء:

اسلامی بینک متفرق موڈز کو ملا کر پروڈکٹس تیار کر سکتے ہیں۔ مثلاً شپمنٹ سے پہلے بر آمدی مالکاری کے لیے سلم یا استصناع اور مرابحہ کو ملایا جا سکتا ہے۔ مشارکہ، متناقصہ عملی طور پر شرکۃ اور اجارہ پر مشتمل ہوتا ہے لیکن بیع کی شکل میں ایک تیسرا عقد بھی اس طرح ملایا جا سکتا ہے کہ یونٹس کی فروخت الگ معاملہ رہے۔ مرابحہ، مشارکہ، اجارہ، سلم اور استصناع سمیت تمام بڑے معاہدوں میں بینک گاہک یا کسی تھرڈ پارٹی کے ساتھ وکالۃ اور وعدہ کے معاملات بھی کر سکتے ہیں۔ ان تمام صورتوں میں شرعی تقاضہ صرف یہ ہے کہ تمام معاہدات اور متعلقہ معاملے الگ الگ اور اپنے قواعد کے مطابق طے پائیں کیونکہ ایک دوسرے پر منحصر معاہدات اور سودے متعلقہ فریقوں کے واجبات و حقوق کو غیر یقینی بنانے کے ساتھ ایک دوسرے کے استحصال کا سبب بنتے ہیں۔[16]

مضاربہ ڈیپازیٹرس کے لیے باہمی تکافل کی تجویز

اگر کوئی صنعت کار نقصان اٹھاتا ہے تو مضاربہ ڈیپازیٹرس کو بینک کے نقصان میں شریک ہونے کے لیے کہا جاتا ہے لیکن اس کا اثر دوسرے ڈیپازیٹرس پر اچھا نہیں پڑتا۔ اس کا ایک متبادل یہ ہو سکتا ہے کہ ہر قسم کے نقصان کی تلافی ایک امداد باہمی انشورنس کی صورت میں کی جائے۔

دور حاضر میں اس کے لیے دو طریقے اختیار کیے جا سکتے ہیں۔ پہلا یہ کہ قرض لینے والوں کے اندر سماجی ذمہ داریوں کا احساس جگایا جائے تاکہ وہ اپنا کام بہت صدق دلی اور خلوص سے کریں اور دوسرے یہ کہ دوسرے قرض خواہوں کو بھی ایسی اسکیم میں تعاون کے لیے آمادہ کیا جائے تاکہ انہیں احساس ہو کہ نقصان کی صورت میں وہ بھی ایسا ہی تعاون حاصل کر سکیں گے۔[17]

عالمی مسلم بینک کا قیام

ضرورت اس امر کی ہے کہ ایک عالمی مسلم بینک کا قیام عمل میں لایا جائے جو مسلم برادری کے لیے ایک چیلنج ہے۔ سارے مسلم ممالک اس کے ممبر ہوں۔ تجارتی اور صنعتی شعبے کے ماہرین کو اس میں شامل کر کے ایک ایسا عالمی بینکنگ نظام قائم کیا جائے جو حالات اور وقت کے تقاضوں کو پورا کر سکے یہ ماہرین مل کر ایک مضبوط بینکنگ قلعہ بنائیں جو قدرتی وسائل کا اس طرح استعمال کریں کہ اسلامی برادری کے Consumption کو فروغ ملے۔

اطلاقی تحقیق کی راہیں ہموار

علمائے کرام سے خصوصی درخواست ہے کہ موجودہ نظام معیشت پر عرق ریزی سے تحقیق کی جائے اور اُمت کو ایک اتفاقی فتویٰ کی صورت میں زیر بحث مسئلہ کا حکم بتایا جائے۔ ساتھ ہی ساتھ اسٹیٹ بینک سے مطالبہ ہے کہ ایسا نظام لایا جائے جس میں شرعی ایڈوائزر اسلامی بینک کا ملازم نہ رہے۔

---

[13]. Qāsimī, Mujāhid al-Islām, *Jadīd Fiqhī Mabāḥith*, vol. 3, 554–555.
[16] . Muḥammad Ayyūb, *Islāmī Māliyāt*, 599
[17] Qāsimī, Mujāhid al-Islām, *Jadīd Fiqhī Mabāḥith*, vol. 3, 544

اسلامی بینک بطور تجارتی ادارہ

موجودہ اسلامی بینک محض مالیاتی ادارہ ہے تجارتی نہیں۔ شریعت میں محض تمویل کی بناء پر کسی مخاطرت (رسک) کے فائدہ حاصل کرنا جائز نہیں کیونکہ شرعی اصول کے مطابق معاملات میں مقصد اور نیت کو ملحوظ رکھا جاتا ہے نہ کہ الفاظ کو، لہٰذا اسلامی بینک کو ایک حقیقی تجارتی ادارہ بنایا جائے۔

خلاصہ کلام

پاکستان میں اسلامی بینکاری کے معیارات و ضوابط کے اس تجزیاتی مطالعے سے یہ حقیقت منکشف ہوتی ہے کہ موجودہ نظام اگرچہ اپنی ساخت اور نظریاتی پس منظر کے لحاظ سے ایک نمایاں پیش رفت ہے، تاہم اس کے عملی نفاذ اور شرعی مطابقت کے میدان میں متعدد اصلاحی امکانات موجود ہیں۔ اسلامی بینکاری نے پاکستانی مالیاتی نظام میں ایک ایسا متبادل فراہم کیا ہے جو اصولاً ربا، غرر اور قمار سے مبرا ہے، مگر اس کے اندر موجود بعض اداراتی کمزوریاں، تطبیقی پیچیدگیاں، اور فقہی عدم مطابقت اس کے حقیقی اسلامی تشخص کے استحکام میں رکاوٹ بنی ہوئی ہیں۔

اس گفتگو سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ اگرچہ اسٹیٹ بینک آف پاکستان نے Shariah Governance Framework، AAOIFI Standards اور IFSB Guidelines کو مقامی سطح پر جزوی طور پر نافذ کیا ہے، لیکن ان معیارات کے یکساں نفاذ، شفاف نگرانی اور اخلاقی اہداف کے حصول میں خاطر خواہ پیش رفت نہیں ہو سکی۔ مختلف بینکوں کے درمیان شرعی اطلاقات میں تفاوت، شرعی بورڈز کی محدود خودمختاری، اور آڈٹ کے کمزور میکانزم نے اسلامی بینکاری کو جزوی طور پر محض قانونی موافقت تک محدود کر دیا ہے، جب کہ اس کا اصل مقصد مقاصدِ شریعت کے تحت ایک عادلانہ مالیاتی ڈھانچے کی تشکیل تھا۔

تجزیے سے یہ بھی سامنے آیا کہ پاکستان میں اسلامی بینکاری کی نمو زیادہ تر تجارتی تمویل (Trade Financing) پر مرکوز ہے، جب کہ سماجی تمویل (Social Financing) جیسا کہ قرضِ حسن، تکافل، اور مائیکرو فنانس کو نسبتاً نظر انداز کیا گیا ہے۔ اس سے اسلامی بینکاری کے اس اخلاقی پہلو پر ضرب پڑی ہے جو اسے محض مالی منافع کے بجائے رفاہِ عامہ اور معاشرتی توازن کا ضامن بناتا ہے۔

اصلاحی پہلوؤں کے اعتبار سے تحقیق یہ واضح کرتی ہے کہ اسلامی بینکاری کے ضوابط میں تین سطحی اصلاح ضروری ہے: **اوّل، فقہی سطح** پر معاہداتِ تمویل (مرابحہ، اجارہ، مشارکہ، مضاربہ) کی ایسی تطبیق کی جائے جو سودی مشابہت سے مکمل طور پر پاک ہو؛ **دوم، اداراتی سطح** پر شرعی آڈٹ اور گورننس سسٹم کو خودمختار اور مؤثر بنایا جائے تاکہ شرعی فیصلے انتظامی دباؤ سے محفوظ رہیں؛ اور **سوم، اخلاقی و سماجی سطح** پر بینکنگ کے مقاصد کو محض منافع سے بلند کر کے ان کی بنیاد عدل، تکافل، اور خیرِ عام و فلاحِ عامہ کے اصولوں پر رکھی جائے۔

نتیجتاً، یہ مطالعہ اس امر پر منتج ہوتا ہے کہ پاکستان میں اسلامی بینکاری کے استحکام اور ارتقا کے لیے محض ضابطہ جاتی ہم آہنگی کافی نہیں، بلکہ ایک فکری و اخلاقی اصلاحی تحریک درکار ہے جو معیارات و ضوابط کو مقاصدِ شریعت کے اخلاقی منہج سے ہم آہنگ کرے۔ یہی وہ سمت ہے جو اسلامی بینکاری کو محض "interest-free banking" سے آگے بڑھا کر ایک مکمل اسلامی معاشی فلسفے کی تعبیر بنا سکتی ہے، جہاں تمویل صرف سرمائے کی گردش نہیں بلکہ عدلِ اجتماعی، توازنِ معیشت اور خیرِ انسانی کی ضامن قوت بن جائے۔

QUALITATIVE RESEARCH JOURNAL FOR SOCIAL STUDIES
ISSN Online: 3006-4686, ISSN Print: 3006-4678
Volume No: 02 Issue No: 04 (2025)